روحِ نماز

تحریر: مفتی محمد شوکت علی سیالوی

Copy Right © - IslamiEducation.com

الحمد للہ رب العٰلمین ط والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ط

اما بعد فاَعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

روح نمـــاز

(دوران نماز نبی ﷺ کی طرف توجہ کی شرعی حیثیت)

تحریر - مفتی محمد شوکت علی سیالوی

گذشتہ دنوں میرے ایک ہونہار طالب علم عزیزی حافظ محمد امان اللہ چشتی (ڈیرہ غازی خاں) ایک کتابچہ (رمضان ماہ محبت) لے کر آئے جو کہ مسلک دیوبند کے ایک بہت بڑے مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب (کراچی) کے ایک وعظ پر مشتمل ہے، جسے ''کتاب گھر، ناظم آباد نمبر ۴ کراچی'' سے شائع کیا گیا ہے، اس کتابچہ کے صفحہ نمبر ۴۵ اور ۴۶ پر تحریر ہے کہ!

''یہاں ایک اہم مسئلہ سمجھ لیجئے، شاہ اسماعیل شہید نے کہیں لکھا ہے کہ نمازی کو اپنی توجہ کسی بھی مخلوق کی طرف مبذول نہ کرنی چاہئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور باندھ لیا تو نماز ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے، اس کے برعکس اگر کسی حقیر سی مخلوق گاؤ خر کی طرف متوجہ ہو گیا تو اتنا خطرہ نہیں۔

اس بات کو بدعتیوں نے بہت اچھالا ہے کہ یہ وہابی کتنے گستاخ ہیں، یہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور گدھے کا خیال لانے سے نہیں ٹوٹتی۔ نعوذ باللہ

ایک بدعتی نے یہ اشکال میرے سامنے بھی دہرایا، میں نے کہا حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مرض الموت میں ایک بار حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر مسجد کی طرف دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں مشغول تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لمحے بعد پردہ گرا دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظروں سے پھر اوجھل ہو گئے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اٹھایا تھا تو ہماری حالت ایسی ہو گئی تھی جو کہ بیان سے باہر ہے، سب لوگ بے خود ہو گئے اور قریب تھا کہ نماز توڑ دیتے۔ یہ تھے سچے محب اور پکے عاشق، محبوب پر نظر پڑتے ہی حال سے بے حال ہو گئے اور نماز جیسے اہم فریضہ سے بھی توجہ ہٹ گئی، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نہ گرا دیتے تو ان حضرات کی نماز ٹوٹ جاتی۔ بتایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نماز ٹوٹنے لگی تھی یا نہیں؟ اس کی بجائے کوئی اور مخلوق ان کے سامنے آجاتی تو ان کا اس طرف خیال تک نہ جاتا، نماز ٹوٹنا تو در کنار۔

ان بدعتیوں کو تو عشق کی ہوا بھی نہیں لگی، شاہ شہید کا مسئلہ بدعتیوں کے لئے نہیں عشاق کے لئے ہے، انہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آگیا اور وہ آپ کی طرف متوجہ ہو گئے تو وہ بے قابو ہو جائیں گے، بے خود ہو جائیں گے اور ان کی نماز ٹوٹ جائے گی، شاہ شہید سچے عاشقوں کی بات کر رہے ہیں اور یہ بدعتی اسے اپنے اوپر قیاس کر کے واویلا کر رہے ہیں''۔ (رمضان ماہ محبت، ص ۴۶)

یہ ہیں اس کتابچہ میں مفتی رشید احمد صاحب کے ارشادات جو بندہ نے حرف بہ حرف نقل کر دیئے ہیں، اس حوالہ سے چند ایک معروضات رقم کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

سب سے پہلے تو آیئے دیکھتے ہیں شاہ اسماعیل صاحب کا وہ کلام جس کا دفاع مفتی صاحب اپنے اس وعظ میں کر رہے ہیں، چنانچہ شاہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب ''صراط مستقیم''، مطبوعہ اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاہور، صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں!

''بمقتضائے ظلمت'' بعضھا فوق بعض'' زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے

خیال کو نہ تو اس قدر چسپید گی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے''۔

مولوی اسماعیل دہلوی صاحب فرمارہے ہیں کہ جیسے بعض اندھیرے دوسرے اندھیروں کی نسبت گہرے اور زیادہ تاریک ہوتے ہیں اسی طرح نماز میں زنا کا وسوسہ آنے لگے تو بیوی سے مجامعت کا خیال کر لینا بہتر ہے۔

معلوم نہیں مولوی صاحب سرے سے خیال اور وسوسے کو جھٹک دینے کی بات کیوں نہیں کرتے بلکہ بیوی سے ہم بستری کی طرف راغب ہو جانے میں بہتری کی صورت ارشاد فرماتے ہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونے کی نمازی کو تلقین کرتے اور بتاتے کہ تم کہاں کھڑے ہو اور کس کی بارگاہ میں کھڑے ہو۔

یہاں تک تو مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے زنا اور اپنی بیوی سے مجامعت کا تقابل کراتے ہوئے کہا ہے کہ نمازی کے لئے زنا کے وسوسے میں مبتلا ہو جانے کی نسبت بیوی سے مجامعت کے خیال میں چلے جانا بہتر ہے، کیونکہ اس میں کم خرابی ہے اور زنا کے وسوسے میں اس کی نسبت زیادہ خرابی ہے، بمقتضائے ظلمت بعضھا فوق بعض۔

آگے مولوی صاحب نے ایک دوسرا تقابل نمازی کے سامنے رکھا ہے کہ نمازی کا دوران نماز شیخ یا انہیں جیسے بزرگان خواہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہی ہوں، کی جانب اپنی توجہ کو مبذول کر دینا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے سے زیادہ برا ہے، پھر آگے سبب بیان فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال جب آئے گا اور توجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جائے گی تو آپ کی تعظیم دل میں پیدا ہوگی اور دوران نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ لے جائے گی۔

یہاں دو باتیں تحقیق طلب ھیں

ا۔ دوران نماز گائے، بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے کو مولوی صاحب برا مانتے ہیں لیکن کیا واقعی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کی طرف اپنی توجہ کر دینا گائے، بیل، گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے اور ڈوب جانے سے زیادہ بُرا ہے؟۔

۲۔ دوران نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کر دینے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟۔ قرآن پاک پارہ نمبر ۹، سورہ الانفعال، آیت ۲۴ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے یایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم، یعنی اے ایمان والو فوراً حاضر ہو جایا کرو اللہ کی بارگاہ میں، رسول علیہ السلام کی بارگاہ میں جب بھی وہ میرا رسول علیہ السلام تمہیں بلائے۔

''اذا''، کلمہ عموم ہے، معنی یہ ہیں کہ چاہے نماز میں ہو یا نماز کے باہر، جب بھی میرے نبی علیہ السلام کا بلاوا آئے فوراً حاضر ہو جایا کرو۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۶۶۹ پر کتاب التفسیر میں حضرت ابوسعید ابن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد صحیح سند کے ساتھ موجود ہے، فرمایا کہ!

''کنت اصلی فمربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعانی فلم اتہ حتیٰ صلیت ثم اتیتہ فقال مامنعک ان تاتی الم یقل اللہ یایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لمایحییکم''الخ۔

یعنی فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گذر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا مگر میں آپ کی خدمت میں نہیں آیا، نماز جاری رکھی، نماز مکمل کر کے حاضر خدمت ہوا تو ارشاد فرمایا کہ جب میں نے تجھے بلایا تھا تو کس چیز نے تجھے روکا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم نہیں دیا؟، ایمان والو جب بھی میرے رسول علیہ السلام کا

بلاوا آئے فوراً حاضر ہو جایا کرو۔

درج بالا حدیث شریف صحیح بخاری شریف میں جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۴۲ کے مقام پر بھی موجود ہے نیز یہ حدیث پاک سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۱۴۴۵ سنن نسائی حدیث نمبر ۹۱۲، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۷۸۵، سنن دارمی حدیث نمبر ۳۳۴۷، بیھقی، سنن کبریٰ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۶۸، مسند احمد جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۱۱، معجم کبیر طبرانی جلد نمبر ۲۲، صفحہ ۳۰۳ پر بھی موجود ہے۔

امام ابوداؤد اور امام نسائی کی سند میں یہ حدیث ہے کہ حضرت ابوسعید ابن معلیٰ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا! میرے بلانے پر فوراً کیوں نہیں آئے؟ عرض کی! میں نماز پڑھ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جایا کرو۔

امام محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے تفسیر طبری جلد نمبر ۶، جز نمبر ۹، صفحہ نمبر ۱۴۲، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت (لبنان) پر صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ!

"خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی وھو یصلی فدعاہ ای ابی فالتفت الیہ ابی ولم یجبہ ثم ان ابیا خفف الصلاۃ ثم انصرف الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیک ای رسول اللہ! قال وعلیک مامنعک اذ دعوتک ان تجیبنی؟ قال یا رسول اللہ! کنت اصلی قال افلم تجد فیما اوحی الی استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم قال بلیٰ یا رسول اللہ لا اعود"

یعنی آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ پر ہوا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آواز دی، انہوں نے توجہ کی مگر نماز کو جاری رکھا، لیکن نماز میں تخفیف کر دی یعنی جلدی نماز ادا کر کے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ جب میں نے تجھے بلایا تھا تو کس چیز نے تجھے روک لیا؟ عرض کی یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا، فرمایا کیا اللہ کی وحی میں یہ حکم نہیں پاتے ہو کہ اللہ اور رسول علیہ السلام کی بارگاہ میں فوراً حاضر ہو جایا کرو جب رسول علیہ السلام کا بلاوہ آجائے، عرض کیا یا رسول اللہ! بالکل قرآن میں یہ حکم موجود ہے، آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

درج بالا حدیث شریف ترمذی شریف میں حدیث نمبر ۲۸۸۴ پر موجود ہے جب کہ سنن نسائی میں حدیث نمبر ۸۰۱۰ کے تحت موجود ہے۔

نتیجہ احادیث

صحت کے ساتھ حضرت ابوسعید حارث بن نفیع ابن المعلیٰ (متوفی ۷۴ھ) اور حضرت ابی ابن کعب سید المسلمین (متوفی ۳۲ھ) دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے متعلق ثابت ہو گیا کہ خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ انفال کی آیت نمبر ۲۴ پڑھ کر حکم دیا کہ اگر چہ تم نماز میں تھے مگر جب میری آواز سن لی تھی تو تم پر فرض ہو گیا تھا کہ نماز کو ادھر ہی روکتے اور فوراً میری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح میں الفاظ ہیں "خفف الصلوۃ" یعنی انہوں نے نماز میں تخفیف کی، قرآت و تسبیحات کو کم تعداد میں پڑھ کر جلدی سے سلام پھیر کر حاضر خدمت ہو گئے، مگر اس کے باوجود نبی علیہ السلام نے قبول نہیں فرمایا اور حکم یہ دیا کہ جیسے ہی میرا بلاوا سنا تھا فوراً حاضر ہونا فرض تھا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ نمازی سجدے میں ہو، سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا جاتا ہے، تو اگر "سبحان ربی" تک پڑھ چکا ہے اور "الاعلیٰ" کہنا باقی تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرما لیا، اب یہاں آیت قرآنی "اذا دعاکم" کا تقاضا اور نبی علیہ السلام کا حکم یہ ہے کہ آگے "الاعلیٰ" کہنے کی اجازت نہیں، فوراً حاضر ہونا فرض ہو چکا ہے، جتنی تاخیر ہو گی، نمازی گنہگار ہو گا، نبی علیہ السلام کے بلاوے اور حکم آجانے کے بعد نماز نماز نہ رہے گی بلکہ اُلٹا نماز پڑھنا اور جاری رکھنا

نمازی کے حق میں گناہ اور نافرمانی بن رہی ہوگی۔

قطعاً واضح ہوگیا کہ نبی علیہ السلام کے بلاوے پر دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ کرنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوجانا فرض ہے، نہ کہ ناجائز یا کوئی بُرا کام ہے۔

تفسیر روح المعانی، پارہ ۹، جلد ۵، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان، صفحہ ۲۷۶ پر علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں!

"واستدل بالاية علیٰ وجوب اجابتہٖ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نادی ا حدا وھو فی الصلوٰۃ"

یعنی سورۃ الانفعال آیت نمبر ۲۴ سے استدلال کیا گیا ہے کہ نمازی حالت نماز میں ہو اور نبی علیہ السلام بلالیں، تو نماز چھوڑ کر نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوجانا واجب ہے۔

یہی علامہ آلوسی علیہ الرحمہ اگلے صفحہ ۲۷۷ پر فرماتے ہیں!

"وایـد القـول بـالـوجـوب لما اخرجهٗ الترمذی والنسائی عن ابی ھریرہ انہٗ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی ابی بن کعب وھو یصلی " الحدیث

یعنی ترمذی اور نسائی میں حدیث ابی ھریرہ جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہے، اس سے دوران نماز نبی علیہ السلام کے بلاوے پر حاضری کے واجب ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں "استجیبوا" امر کا صیغہ ہے، جس کا وجوب بخاری کی حدیث ابی سعید ابن معلیٰ اور ترمذی ونسائی کی حدیث حسن ابی بن کعب سے قطعاً ثابت ہوتا ہے۔ البتہ علمائے اسلام نے یہاں ایک اور بحث اٹھائی ہے کہ نماز کو وہیں چھوڑ کر آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوجانا تو واجب ہے، لیکن آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے باعث نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ تو اس حوالے سے تحقیق یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے "استجیبوا" فوراً حاضر ہوجایا کرو، "اذا دعاکم" جب بھی میرا پیارا رسول علیہ السلام بلائے، تو دوران نماز جب اللہ تعالیٰ کا خود حکم ہے اور یہی بات نبی علیہ السلام حضرت ابوسعید معلیٰ اور ابی بن کعب کو فرما رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کی وجہ سے اور امتثال امر الٰہی سے نماز کیوں ٹوٹے گی؟۔

روح المعانی جلد نمبر ۵، صفحہ نمبر ۲۷۶ پر ہے!

وعن الشافعی ان ذالک لایبطلها لانها ایضا اجابۃ، یعنی سیدنا امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ نماز نہ ٹوٹے گی کیونکہ نبی علیہ السلام کی جانب جانا بھی فرض ہے۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) خصائص کبریٰ، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، پشاور جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۴۳ پر فرماتے ہیں!

"وانـہ یجب علیہ اجابتہ اذا دعاہ ولا تبطل صلاتہ" یعنی بے شک جب بھی نبی علیہ السلام بلائیں آپ کی بارگاہ کی حاضری فوراً واجب ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے نماز بھی فاسد نہیں ہوتی۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تفسیر مظہری (مترجم) مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۷ پر فرماتے ہیں!

"بعض علماء کا قول ہے کہ دوران نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جواب دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی، بعض نے کہا کہ اگر کسی فوری کام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی ہو تو اس کی تعمیل کے لئے نماز توڑ دینا لازم ہے، پہلا قول زیادہ قوی ہے، ورنہ ہر دینی ضروری کام کے لئے جو تاخیر سے فوت ہو رہا ہو نماز توڑ دینا جائز ہے۔ (دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کیا خصوصیت ہے) یعنی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ کے نزدیک نماز نہ ٹوٹنے والا قول زیادہ صحیح ہے۔

امام علاءالدین علی بن محمد البغدادی تفسیر خازن مطبوعہ بیروت (لبنان) جلد نمبر ۲، صفحہ ۷۷ پر فرماتے ہیں!

"ھـذہ الایـۃ تـدل علی انہ لابد من الا جابتہ فی کلمادعااللہ ورسولہٗ الیہ" یعنی یہ آیت دلالت کرتی

ہے اس بات پر کہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کا حکم جب بھی جس معاملہ میں ہو حاضر ہونا اور بجالانا فرض ہے۔

امام ابوحیان اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) تفسیر بحر المحیط، مطبوعہ دار الفکر بیروت، جلد نمبر ۴، صفحہ ۴۸۱ پر فرماتے ہیں!

"و ظاهر استجيبو الوجوب ولذلک قال صلی اللہ علیہ وسلم وتعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم لابی حین دعاهٗ وهو فی الصلوٰة" الخ

یعنی قرآن پاک میں "استجیبوا" (حاضر ہو جاؤ) وجوب کے لئے آیا ہوا ہے جیسا کہ حدیث ابی بن کعب اس پر دلالت کرتی ہے۔

علامہ سلیمان بن عمر الشافعی (متوفی ۱۲۰۴ھ) تفسیر جمل، مطبوعہ احیاء التراث العربی بیروت جلد نمبر ۲، صفحہ ۲۳۷ پر فرماتے ہیں!

" وحد الضمير فی قولہٖ "اذا دعاكم" لان استجابته الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم استجابة للہ تعالیٰ."

یعنی "اذا دعاكم" میں ھو ضمیر فاعل واحد اس لئے لائی گئی کیونکہ نبی علیہ السلام کی بارگاہ کی حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی ہی حاضری ہے۔

علامہ امام عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی حنفی علیہ الرحمہ، تفسیر مدارک، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی جلد ۱ صفحہ ۵۸۳ پر فرماتے ہیں!

" استجابته الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم كا ستجابتہ"

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی حاضری کی طرح ہے۔

نتیجہ عبارات

عبارات درج بالا سے یہ بات قطعاً واضح ہوگئی کہ علمائے اسلام یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں یہ مقام محبوبیت ہے کہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، اللہ تعالیٰ کی ہی بارگاہ میں حاضر ہونے کے مترادف ہے، لہذا بندہ نماز میں ہو اور نبی علیہ السلام کا فرمان آجائے تو فرض ہے کہ اسی مقام پر نماز روک دی جائے اور نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں فوراً بلا تاخیر حاضر ہو جائے اور نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری سے نماز فاسد بھی نہ ہوگی، بلکہ جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے آکر دوبارہ آگے شروع کی جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی ذاتیں جدا جدا ہیں مگر دونوں کی بارگاہ ایک ہے، نماز سے نبی علیہ السلام کی طرف بھی وہ اللہ کے حکم پر گیا ہے لہذا نہ نماز فاسد ہوئی اور نہ نماز میں کوئی نقص آیا۔

آخر میں علمائے دیوبند کے مایہ ناز مفتی محمد شفیع (کراچی) کی تحقیق پر بحث اول کا خاتمہ کرتا ہوں۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی اپنی تفسیر معارف القرآن، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی، جلد ۴، صفحہ ۲۰۹، پر لکھتے ہیں!

ترمذی اور نسائی نے بروایت حضرت ابو ہریرہ نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت ابی بن کعب کو بلایا، ابی بن کعب نماز پڑھ رہے تھے جلدی جلدی نماز پوری کر کے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ میرے پکارنے پر آنے میں دیر کیوں لگائی؟ ابی بن کعب نے عرض کیا میں نماز میں تھا، آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا، یایها الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم، ابی بن کعب نے عرض کیا آئندہ اس کی اطاعت کروں گا اگر بحالت نماز بھی آپ بلائیں گے فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔

اس حدیث کی بنا پر بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ حکم رسول کی اطاعت سے نماز میں جو کام بھی کریں اس سے نماز میں خلل نہیں آتا اور بعض نے فرمایا کہ اگرچہ خلاف نماز افعال سے نماز قطع ہو جائے گی اور اس کے بعد قضا کرنی پڑے گی لیکن کرنا یہی چاہئے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بلائیں اور وہ نماز میں بھی ہو تو نماز کو قطع کر کے تعمیل حکم کرے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی آگے لکھتے ہیں!

"یہ صورت تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے، لیکن ایسے دوسرے کام جن میں تاخیر کرنے سے کسی شدید نقصان کا خطرہ ہو، اس وقت بھی نماز قطع کر دینا اور پھر قضا کر لینا چاہیئے جیسے کوئی نمازی یہ دیکھے کہ نابینا آدمی کنویں میں یا گڑھے کے قریب پہنچ کر گرا چاہتا ہے تو فوراً نماز توڑ کر اس کو بچانا چاہیئے"۔ (تفسیر معارف القرآن، جلد ۴، صفحہ ۲۰۹)

مفتی محمد شفیع دیوبندی کی عبارات سے درج ذیل باتیں پوری صراحت سے ثابت ہوئیں!

۱۔ نبی علیہ السلام کے بلانے پر نماز کو ترک کر کے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا فرض وضروری ہے۔

۲۔ بعض فقہائے کرام کا شروع سے یہ مسلک آرہا ہے کہ نمازی جب نبی علیہ السلام کے بلانے پر نماز روک کر چلا جائے گا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

۳۔ نقل کردہ آخری پیرا سے واضح ہوا کہ ایسے دوسرے کام جن میں تاخیر کرنے سے شدید نقصان کا خطرہ ہو اس وقت بھی نماز قطع کر دینا ضروری ہے۔

فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، جلد اول صفحہ ۱۰۹ پر ہے!

"وکذا الاجنبی اذا خاف ان یسقط من او تحرقه النار او یغرق فی الماء واستغاث بالمصلی وجب علیه وقطع ا لصلوٰة" یعنی اور اسی طرح جب اجنبی کو چھت سے گرنے کا خوف ہو یا آگ اسے جلا ڈالے گی یا وہ پانی میں ڈوب جائے گا اور اس نے نمازی کو مدد کے لئے پکارا تو نمازی پر واجب ہے کہ نماز توڑ ڈالے اور ان کی مدد کرے۔

اسی طرح فتاویٰ شامی، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، جلد دوم، صفحہ ۶۱۰ پر ہے!

"نقل عن خط صاحب البحر علی هامشه ان القطع یکون حراماً و مباحا ومستحباً و واجباً" یعنی نماز توڑنا کبھی تو حرام ہوتا ہے کبھی مباح ہوتا ہے کبھی مستحب اور کبھی واجب ہوتا ہے، واجب کی مثال دی ہے "والواجب لاحیاء النفس" یعنی نماز کو توڑ دینا واجب ہوتا ہے جب کسی کی زندگی کا معاملہ ہو۔

معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں کئی مواقع ایسے ہیں جہاں نماز کو توڑ دینا واجب ہو جاتا ہے اور ان مواقع پر کام کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی جاتی ہے۔ جب کئی مواقع پر نماز کے توڑنے کا وجوبی امر پایا جاتا ہے تو آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری کے وجوب اور ان مواقع کے وجوب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت مبارکہ کون سی رہ جاتی ہے؟۔

لہٰذا جیسا گذرا کہ صحیح تحقیق یہی ہے اور راجح قول ومذہب یہی ہے کہ میرے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے بلاوہ کی وجہ سے نماز روک دینا بھی واجب اور نماز فاسد بھی نہ ہوگی جیسا کہ علمائے اسلام کی جماعت کا یہی مسلک وعقیدہ ہے، اور ہر ایک جانتا ہے کہ اگر نبی علیہ السلام کے بلانے پر اگر کوئی نبی علیہ السلام کی طرف توجہ ہی نہ کرے گا اور آپ کی بارگاہ کی عظمت کی طرف دھیان ہی نہ کرے گا کہ یہ ایسی بارگاہ کہ مجھے شرعاً حکم ہے کہ نماز فوراً توڑ دوں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں، تو بتائیے جب تک پہلے نبی علیہ السلام اور آپ کے مقام ومرتبے کی طرف توجہ ہی نہ جائے گی تو وہ نماز چھوڑ کر آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر کیسے ہوگا؟۔

معلوم ہوا کہ یہ ایسا مقام ہے جہاں مصطفیٰ علیہ السلام کی طرف دوران نماز توجہ کرنا فرض ہو رہا ہے، اب اگر وہ مصطفیٰ علیہ السلام کی بارگاہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور نماز کو ترک نہیں کرتا بلکہ جاری رکھتا ہے تو الٹا گنہگار ہو رہا ہے۔ بحث اول یہاں مکمل ہوئی اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دوسری بحث شروع کرتے ہیں۔

البحث الثانی

(نبی علیہ السلام کے بلائے بغیر نمازی کا آپ کی طرف متوجہ ہونا)

آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین اولین میں سے ہیں، ایک قول کے مطابق چھ میں سے چھٹے صحابی ہیں، بدری بھی ہیں، ۳۷ھ میں وصال فرمایا، تہتر سال کی عمر میں سیدنا علی

المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (یہ تمام تفصیل کتاب ''تہذیب التہذیب'' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت جلد۳، صفحہ۱۲۱ پر موجود ہے)

جو ہستی اعلان نبوت کے ابتدائی دور سے نبی علیہ السلام کے وصال تک آپ کے ساتھ رہی وہ کوئی تعلیمات اسلامی سے لابلد ہستی نہیں ہے، یقیناً وہ توحید و شرک کے مسائل سمجھنے والے ہیں، ان کا عمل مبارک ملاحظہ فرمائیے۔

صحیح بخاری، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، جلد۱، صفحہ۱۰۵ پر ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد حضرت ابو معمر تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

''سالنا خبابا أ كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرا فی الظھر والعصر قال نعم قلت بای شی کنتم تعلمون قراتہ قال باء ضطراب لحیتہ''

یعنی ہم نے حضرت خباب سے پوچھا کیا نبی علیہ السلام ظہر اور عصر میں قرأت کیا کرتے تھے؟ فرمایا ہاں قرأت کیا کرتے تھے، میں نے کہا تم لوگ کیسے جان لیا کرتے تھے کہ نبی علیہ السلام قرأت کر رہے ہیں؟ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا! آپ کی داڑھی مبارک کی حرکت کی وجہ سے ہم جان لیتے تھے کہ آپ قرأت کر رہے ہیں''۔ یہی حدیث پاک صحیح بخاری، جلد۱، صفحہ۱۰۷ پر بھی ایک دوسری سند کے ساتھ موجود ہے۔

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال تھا بای شی کنتم تعلمون تم لوگ کس طرح معلوم کر لیتے تھے؟۔ یعنی محض ایک صحابی کا عمل نہیں پوچھا جا رہا بلکہ جمع کا صیغہ لایا جا رہا ہے، البتہ صفحہ۱۰۷ کی حدیث میں ''من این علمت'' کا لفظ ہے یعنی واحد کا صیغہ ہے۔

بہر حال اتنا قطعاً واضح ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ طریقہ تھا کہ دوران نماز جب آپ کے مقتدی ہوتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہتے تھے۔ جب تک پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا خیال نہ آتا تھا تو دیکھنے کا عمل کیسے شروع ہو سکتا ہے، کیونکہ پہلے دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے پھر عمل کی صورت میں سرانجام پاتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام کے دلوں میں دوران نماز نبی علیہ السلام کا کا خیال جاگزیں ہوتا تھا اور دوران نماز ہی ان کی نگاہیں نبی علیہ السلام کی جانب اٹھ جاتی تھیں۔

اب بتائیے کیا حضرت خباب اور باقی صحابہ کرام دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ فرما کر شرک کا ارتکاب کر رہے ہوتے تھے؟۔

صحیح بخاری شریف، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، جلد اول، کتاب التہجد، صفحہ۱۵۲، ۱۵۳ پر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح حدیث موجود ہے کہ!

''قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یزل قائما حتیٰ ھممت بامر سوء قلنا ما ھممت قال ھممت ان اقعد واذر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم''۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلسل قیام کی حالت میں رہے، حضرت عبداللہ تھک گئے، چنانچہ فرماتے ہیں میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا، شاگردوں نے سوال کیا حضور کیا ارادہ کیا، آپ نے فرمایا میں نے ارادہ یہ کیا کہ میں پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھ لوں اور نبی علیہ السلام کو اسی طرح کھڑے ہونے کی حالت میں چھوڑ دوں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ یہ حدیث کتاب التہجد کے باب ''طول الصلوۃ فی قیام اللیل'' میں لے کر آئے ہیں اور متن سے بھی واضح ہے کہ یہ رات کی نفل نماز تھی، نفل بیٹھ کر بھی پڑھے جا سکتے ہیں، صرف ثواب آدھا رہ جاتا ہے، بیٹھ کر پڑھنا قطعاً جائز ہے، جب شریعت مبارکہ میں ایک کام بالکل درست اور جائز ہے تو وہ امر سوء اور برا کام کیسے بن گیا؟۔

وہ فی نفسہ برا کام نہ تھا مگر آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے آداب کے منافی تھا، عبداللہ بن مسعود

فرماتے ہیں اگر چہ شرعاً جائز تھا مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے آقا علیہ السلام تو کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں۔

اب بتلائیے نماز کو جس طرح بھی ممکن ہوا کھڑے ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچایا، تو کس سبب سے؟ صرف اور صرف تعظیم نبی علیہ السلام کی وجہ سے۔ تو اب بتلائیے اگر نماز میں نبی علیہ السلام کی تعظیم اور آپ کی جانب توجہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے تو معلم صحابہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شرک کا فتویٰ لگاؤ گے؟ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام تو مجھے یہاں بیان کرنے کی حاجت نہیں، آپ کا شمار سیدنا ابوبکر، عمر، علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ ہوتا ہے، عبداللہ بن عباس جیسی حبر الامۃ ہستیاں آپ کے شاگردوں میں ہیں۔

صحیح بخاری شریف، جلد اول صفحہ ۹۴، باب **من قام الیٰ جنب الامام لعلۃ** اور صحیح مسلم شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۹، **کتاب الصلوۃ** پر متفق علیہ حدیث پاک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مروی موجود ہے کہ!

امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ابابکر ان یصلی بالناس فی مرضہٖ فکان یصلی بھم قال عروۃ فوجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم من نفسہٖ خفۃ فخرج فاذا ابوبکر یوم الناس فلما رابوبکر استاخر فاشار الیہ ان کما انت فجلس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم حذاء ابی بکر الیٰ جنبہٖ فکان ابوبکر یصلی بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم والناس یصلون بصلوۃ ابی بکر"۔

یعنی تکلیف شرف حاصل کر رہی تھی، نبی علیہ السلام سے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھایا کریں، پس ایک دن نبی علیہ السلام نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو آپ نماز کے لئے مسجد کی طرف تشریف لائے، اس وقت حضرت ابوبکر لوگوں کی امامت کر رہے تھے جیسے ہی حضرت ابوبکر کو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے ہیں تو آپ پیچھے ہٹنے لگے، نبی علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو پھر نبی علیہ السلام ان کے پہلو کی طرف تشریف فرما ہو گئے، پس حضرت ابوبکر نبی علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے اور تمام لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے۔

درج بالا حدیث شریف میں بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے کہ "**فخرج و اذا ابوبکر یوم الناس**" یعنی جب نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت ابوبکر امامت کروا رہے تھے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز شروع تھی اور دوران نماز نبی علیہ السلام پہلی رکعت میں تشریف لائے، اب دوران نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کی خاطر جو پیچھے ہٹنے لگے تھے تو بتلائیے یہ تعظیم نبی ان کو شرک کی طرف کھینچ کر لے گئی؟ اور کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ہستی کو نماز کی اہمیت یا بارگاہ خداوندی کے آداب کا علم نہیں تھا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ بھی کر رہے ہیں اور تعظیم بھی بجالا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا نظریہ تھا کہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ کر دینا یا نبی علیہ السلام کی تعظیم بجالانا ہرگز ہرگز نماز پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالتا، یہ محض مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کی نماز ہے اور ان ہی کی توحید ہے کہ دوران نماز گائے، بیل اور گدھے کا خیال تو اتنا برا نہیں، مگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال اور آپ کی طرف توجہ، گائے، بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ برا ہے۔ **(نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات)**

کتاب وسنت میں ہمیں صحابہ کرام کی پیروی کا حکم ہے، نہ کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحقیق پر عمل کرنے کا۔

صحیح بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۹۴، صحیح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۷۹ پر حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت موجود ہے کہ!

" ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم ذھب الیٰ بنی عمر و ابن عوف لیصلح بینھم فحانت الصلوۃ فجاء المؤذن الیٰ ابی بکر فقال أ تصلی للناس فاقیم قال نعم فصلیٰ

ابوبکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی وآلہٖ وسلم والناس فی الصلوٰۃ فتخلص حتی وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابوبکر لا یلتفت فی صلوتہٖ فلما اکثر الناس التصفیق التفت فرای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فاشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان امکث مکانک فرفع ابوبکر یدیہ فحمد اللہ علیٰ ما امربہٖ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم من ذلک ثم استاخر ابوبکر حتیٰ استوی فی الصف وتقدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فصلی فلما انصرف قال یا ابابکر مامنعک ان تثبت اذا امرتک فقال ابوبکر ماکان لابن ابی قحافۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مالی رایتکم اکثر تم التصفیق من نابہ شی فی الصلوٰۃ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت الیہ وانماالتصفیق للنساء"۔

یعنی حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بنی عمرو بن عوف کے قبیلے میں صلح کروانے کے لئے تشریف لے گئے، پیچھے نماز وقت ہوگیا، مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا اگر آپ جماعت کروادیں تو میں اقامت کہوں؟ آپ نے فرمایا! اقامت پڑھو، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھانی شروع فرمادی، تمام لوگ نماز میں تھے کہ نبی علیہ السلام تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نمازیوں کے درمیان میں سے سمٹتے اور جگہ بناتے پہلی صف تک تشریف لائے، جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام ہیں تو انہوں نے تصفیق شروع کردی یعنی ہاتھوں پر ہاتھ مار کر حضرت ابوبکر کو مطلع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع فرمادیتے تو کسی جانب کوئی توجہ نہ فرماتے تھے، لوگوں نے جب بہت زیادہ تصفیق کی تو آپ متوجہ ہوئے، آپ نے دیکھا کہ آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پہلی صف میں تشریف لا چکے ہیں، نبی علیہ السلام نے فوراً اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور امامت کرواتے رہو، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور شکر ادا کیا کہ اس کے پیارے نبی علیہ السلام نے امامت کو برقرار رکھنے کا حکم دے کر اس قابل فرمایا ہے، شکر بجالانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے پہلی صف میں دوران نماز ہی آگئے اور آقا نبی علیہ السلام مصلی امامت پر جلوہ افروز ہوگئے، جب نماز مکمل ہوگئی تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں امامت پر ٹھہرے رہنے کا حکم دیا تھا تو تم رکے کیوں نہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا یا رسول اللہ! ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر کی جرأت کہ وہ نبی علیہ السلام کے آگے کھڑا ہوسکے، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا ہوگیا تھا کہ تم لوگ اتنی کثرت سے تصفیق کررہے تھے، جب بھی کوئی امر دوران نماز پیش آیا کرے تو "سبحان اللہ" کہا کرو امام سمجھ جایا کرے گا، تصفیق تو محض عورتوں کے لئے ہوتی ہے۔

درج بالا حدیث شریف میں مکمل صراحت موجود ہے کہ نماز شروع ہوچکی ہے دوران نماز صحابہ کرام نے تصفیق زور زور سے کی اور کثرت سے کی تاکہ حضرت ابوبکر کو پتہ چل جائے کہ نبی علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔

بتائیے حضرات صحابہ کرام دوران نماز یہ سارا کام نبی علیہ السلام کے لئے کررہے ہیں یا نہیں؟، دوران نماز ان کی توجہ نبی علیہ السلام کی طرف گئی ہے یا نہیں؟ کیا یہ صحابہ دوران نماز ہی یہ خواہش نہیں کررہے کہ حضرت ابوبکر صدیق پیچھے آجائیں اور نبی علیہ السلام مصلی امامت پر پہنچ جائیں؟، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رخ انور تو قبلہ شریف کی طرف، جب بہت زیادہ تصفیق ہوئی تو بخاری ومسلم دونوں میں ہے" التفت فرای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم "(وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا) نبی علیہ السلام پہلی صف میں حضرت ابوبکر کے پیچھے کی طرف ہیں، جب تک حضرت ابوبکر چہرہ مبارک نہ پھیریں تو نبی علیہ السلام کو دیکھ نہیں سکتے، تو پتہ چلا کہ دوران نماز حضرت ابوبکر صدیق نے قبلہ شریف سے رخ انور پھیر کر ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو دیکھا پھر نبی علیہ السلام کی تعظیم بجالاتے

ہوئے پچھلی صف میں آ گئے۔

بتائیے! نبی علیہ السلام کی طرف دوران نماز توجہ کی یا نہیں؟ اور تعظیم بجالائے یا نہیں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا تو عرض کی ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا جرأت کہ نبی علیہ السلام کے آگے کھڑا ہو جائے، تو ثابت ہوا کہ وہ تعظیم کی خاطر ہی پیچھے آئے تھے۔

پھر نبی علیہ السلام نے ضرورت کے وقت تسبیح و تصفیق کا مسئلہ بتادیا تھا مگر یہ تو نہیں فرمایا کہ تم لوگوں نے چونکہ دوران نماز میری طرف توجہ لگادی اور ابوبکر نے تو مکمل توجہ بھی لگادی اور چہرہ بھی دوران نماز پیچھے کی طرف پھیر کر مجھے دیکھ لیا، پھر میری تعظیم بھی بجالایا، لہذا نماز بھی سب کی گئی اور تم شرک کے بھی مرتکب ہوئے۔

اگر نبی علیہ السلام نے ایسا کوئی فتویٰ ارشاد نہیں فرمایا اور یقیناً نہیں فرمایا مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیروکاروں کو نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام سے بڑھ کر توحید کی فکر کیوں پڑی ہوئی ہے؟۔

صحیح بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۹۳، صحیح مسلم شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۹ پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث پاک ہے کہ!

''ان ابابکر کان یصلی لھم فی وجع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم الذی توفی فیہ حتی اذا کان یوم الاثنین وھم صفوف فی الصلوٰۃ فکشف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم ستر الحجرۃ ینظر الینا وھو قائم کان وجھہ ورقۃمصحف ثم تبسم یضحک فھممنا ان نفتتین من الفرح برءیۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف وظن ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم خارج الی الصلوٰۃ فاشار الینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم ان اتموا صلاتکم وارخی الستر فتوفی من یومہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم''۔

''یعنی حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض وصال والے دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال اقدس والا دن پیر آ گیا، اس کی فجر ہے، ہم سب لوگ صف بہ صف نماز میں ہیں، اسی دوران نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے حجرے مقدسہ کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرمادیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حالت قیام میں تھے اور چہرہ اقدس خوشی سے ایسے لگ رہا تھا گویا کہ قرآن کا ورق ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھل کر مسکرانے لگے، پس ہم نے مصمم ارادہ کر لیا کہ نماز سے توجہ ہٹالیں اور صرف نبی کریم علیہ السلام کا دیدار کرتے رہیں، ایسا ارادہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار کی مسرت و فرحت کی وجہ سے ہم نے کیا، حضرت ابوبکر بھی مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ شاید نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں، پس نبی علیہ السلام نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کر لو اور اس کے بعد پردہ نیچے گرادیا، اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصال فرمایا''۔

صحیح مسلم شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۹ پر اسی حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک الفاظ یہ ہیں!

''فبھتنا ونحن فی الصلوٰۃ من فرح بخروج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم''

یعنی نبی علیہ السلام کے بارے میں سمجھے کہ آپ باہر نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو ہم دیوانے ہو گئے آپ کے دیدار کی وجہ سے حالانکہ ہم اس وقت نماز میں تھے۔

درج بالا حدیث شریف میں واضح ہے کہ آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہری بشری کی یہ سب سے آخری نماز تھی، اسی دن دوپہر کے وقت آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا، یہ پیر کے دن صبح کی نماز کا واقعہ ہے۔

اس عمل کے خلاف نہ تو کسی آیت قرآنی کا نزول ممکن تھا کیونکہ قرآن پاک کی تکمیل اس سے قبل ہو چکی تھی اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی بات اس واقعہ کے خلاف وصال اقدس تک ارشاد فرمائی جو اس امر کی ناسخ قرار پا سکتی ہے۔

لہذا اس حدیث محکم صریح ثابت میں یہ چیز واضح کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیھم نماز شروع فرما چکے ہیں کہ آقا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حجرہ مقدس کا پردہ اٹھا کر صحابہ کرام ملاحظہ فرماتے۔

حجرہ مقدسہ مسجد نبوی شریف کے بائیں جانب جا بنتا ہے، جب انسان قبلہ رخ ہو، اب آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بائیں جانب سے پردہ اٹھایا تھا، تو جب تک صحابہ کرام قبلہ سے رخ ہٹا کر نہ دیکھیں تو وہ نبی علیہ السلام کا دیدار حالت نماز میں کر نہیں سکتے، جس سے یہ واضح ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے دوران نماز چہرے قبلہ سے پھیر کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا، جب تک دل میں پہلے ارادہ نہ آئے، توجہ نہ ہو تو کوئی کام معرض وجود میں نہیں آتا، لہذا پتہ چلا کہ صحابہ کرام کے چہرے بھی نبی علیہ السلام کی جانب پھر گئے اور ان کی دلی توجہ بھی نبی علیہ السلام کی جانب ہو گئی تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہاں بھی یہی کیفیت تھی کہ "فنکص ابو بکر علی عقبیہ" حضرت ابوبکر اپنی ا یڑھیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگ گئے ہیں یہ سمجھتے ہوئے کہ شاید نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔

کیا نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کو فرمایا کہ ابوبکر! تم نے دوران نماز میری تعظیم کی ہے کہ میری خاطر پیچھے ہٹنے لگے تو توجہ میری جانب کی، لہذا تمہاری نماز ٹوٹ گئی ہے؟۔

اسی طرح باقی صحابہ کرام نے قبلہ مقدسہ سے چہرے پھیر کر جو دوران نماز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار فرمایا اور دوران نماز ہی ان پر نبی علیہ السلام کے دیدار کی فرحت وخوشی کی وجہ سے جو کیفیات طاری ہوئیں، ان کے باعث نبی علیہ السلام نے ان کی کوئی زجر وتوبیخ فرمائی؟ یا فرمایا کہ تمہاری نماز ٹوٹ گئی؟ یا یہ فرمایا کہ تم نے دوران نماز میری تعظیم کی اور تعظیم شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے، لہذا تم مشرک ہو گئے۔

صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی، بلکہ ارشاد فرمایا "ان اتموا صلاتکم" اپنی نماز مکمل کر لو۔

اگر نبی علیہ السلام کی تعظیم بجالانے یا آپ کی طرف توجہ کر دینے سے نماز فاسد ہوتی تو نبی علیہ السلام فرماتے کہ دوبارہ نماز پڑھو، ایسا نہیں فرمایا بلکہ اسی نماز کو پورا کرنے کا حکم فرمایا، لہذا ثابت ہوا کہ دوران نماز آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرنے یا آپ کی تعظیم بجالانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

آج بھی یہی مسئلہ ہے کہ نماز کے دوران شریعت کا امر ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پورے ادب ونیاز سے سلام عرض کیا کرو۔

نماز میں التحیات سے لے کر "عبدہٗ ورسولہٗ" تک تشہد واجب ہے، واجب کو اگر کوئی بھول کر چھوڑ دے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے، ورنہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے، اور اگر کوئی جان بوجھ کر واجب چھوڑے گا تو گنہگار بھی ہوگا اور نماز بھی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

اگر دوران نماز کسی اور کو مخاطب کر کے سلام کیا یا جواب دیا تو نماز فاسد ہو گئی یا نہیں؟ یقیناً فاسد ہو جائے گی، لیکن جب تک نبی علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض نہ کیا جائے تو نماز ہوتی ہی نہیں، تو جب سلام عرض کرو گے تو نبی علیہ السلام کی طرف توجہ جائے گی یا نہیں؟۔ اگر محض زبان پر "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ہو اور خیال کسی اور طرف ہو تو یہ محض غافلوں کی نماز ہے، اور شریعت کا حکم ہے کہ جو کچھ تمہاری زبان پر ہو وہی دل میں بھی ہو تو پھر لازم ٹھہرا کہ باقاعدہ آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں دوران نماز اپنے آپ کو حاضر کرنا پڑے گا، اپنی توجہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف مبذول کرنی پڑے گی اور پورے ادب واحترام اور عقیدت سے سلام کا نذرانہ پیش کرنا پڑے گا، تب نماز ہو گی۔

بتایئے خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیلئے اپنی تمام امت کو دوران نماز سلام پیش کرنے کا حکم دیا ہے یا نہیں؟۔

صحیح بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱۵ پر صحیح سند کے ساتھ حدیث شریف موجود ہے!

"قولوا التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین فانکم اذا قلتم ذلک اصب کل عبد فی السماء اوبین السماء والارض اشھد ان لا الہ الااللہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ".

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں نبی علیہ السلام نے تشہد پڑھنے کا حکم فرمایا اور یہی تشہد تعلیم فرمایا جو آج نبی علیہ السلام کی امت پڑھتی ہے۔

اسی میں تعلیم فرمایا کہ تم نے میری بارگاہ میں سلام عرض کرنا ہے مجھے مخاطب کر کے اور اللہ کے باقی بندوں پر بھی سلام بھیجنا ہے...... جب تم یہ سلام عرض کرو گے، اللہ کا ہر بندہ جو آسمان میں ہے یا زمین و آسمانوں کے درمیان میں ہے تمام پر تمہارا یہ سلام پہنچے گا۔

اس حدیث نے منکرین کی تمام حیلے بازیاں رد کر دیں جو کہتے ہیں کہ جناب یہ سلام تو حکایتاً ہے یعنی ایک واقعہ کو دہرایا جا رہا ہے جو معراج میں ہوا تھا، لیکن اس مبارک حدیث نے مسئلہ حل کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں جب تم سلام عرض کرو گے تو اللہ کے ہر بندے کو تمہارا سلام پہنچے گا، "پہنچے گا" کے الفاظ گواہی دے رہے ہیں کہ حکایتاً نہیں، اب منکرین کے پاس اس کا کوئی جواب ہے تو پیش کریں۔

مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کے پیروکاروں کا کہنا ہے کہ نماز میں سلام "انشاء" نہیں ہوتا بلکہ "حکایتاً" ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم سلام نئے سرے سے پیش نہیں کر رہے ہوتے بلکہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے "السلام علیک ایھا النبی الخ" کہہ کر جو سلام کیا تھا ہم اسی کو بیان کر رہے ہوتے ہیں۔

جواباً گذارش ہے کہ اس کی سند ہے کہ واقعہ معراج میں ایسا ہوا تھا اور نماز میں وہی چیز رکھی گئی ہے، لہٰذا تم اسی طرح کیا کرو۔

یہ محض مولوی اسماعیل دہلوی کے پیروکاروں کی من گھڑت بات ہے، شریعت مبارکہ اس بات سے بری ہے، صحیح بخاری شریف میں اسی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ!

"کنا اذا کنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ قلنا السلام علی اللہ من عبادہٖ السلام علیٰ فلان و فلان فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تقولوا السلام علی اللہ فان اللہ ھو السلام ولکن قولوا التحیات للہ والصلوات الخ".

(صحیح بخاری شریف، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، جلد اول، صفحہ ۱۱۵)

یعنی جب ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو قعدہ میں یوں کہتے "سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں کی جانب سے، سلام ہوں فلاں اور فلاں پر...... تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تو خود "السلام" ہے تم اس طرح سلام نہ کہا کرو بلکہ یہ الفاظ کہا کرو، پھر نبی علیہ السلام نے اسی تشہد کے تمام کلمات طیبات تلقین و تعلیم فرمائے جن پر امت گامزن ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے پیروکار کہتے ہیں کہ معراج کی حکایت ہے، لیکن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معراج کی حکایت نہیں، ہم اس طرح کرتے تھے اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے کلمات تعلیم فرمائے، پھر فرمایا کہ جب تم اس طرح سلام کہو گے، ہر عبد صالح تک تمہارا سلام پہنچے گا۔

منکرین کہتے ہیں کہ یہ سلام حکایتاً کہا جاتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا سلام پہنچتا ہے، تو جناب حکایت میں تو سلام نہیں پہنچتا، سلام تو اسی وقت پہنچتا ہے جب نئے سرے سے اسی وقت کیا جائے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ سلام کرنا کوئی حکایت اور ماضی کا قصہ نہیں ہوتا بلکہ اسی وقت سلام باقاعدہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرض کرنا ہے، ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نماز میں "التحیات" اور "اشھد ان لا الہ الا اللہ" اللہ کے ذکر و تسبیح کرنے اور اس کی الوہیت کی گواہی دینے کے لئے "انشاء" کے طور پر پڑھا جا رہا ہو لیکن جب اسی التحیات میں نبی علیہ السلام پر سلام پڑھا جا رہا ہو، تو وہ حکایتاً ہو، یعنی

التحیات میں کلام کا آغاز بھی انشاء، اختتام بھی انشاء ہو لیکن وسط کا کلام حکایتاً ہو، یہ عجیب بات ہے۔

ارے اللہ کے بندو!

اللہ پاک جل شانہٗ قرآن مجید پارہ پنجم، سورۃ النساء، آیت نمبر ۶۱ میں ارشاد فرماتا ہے!

"واذا قیل لھم تعالوا الیٰ مآ انزل اللہ والی الرسول رایت المنفقین یصد ون عنک صدودا"

"یعنی جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل فرمائی اور آؤ پیارے رسول علیہ السلام کی طرف تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کی بارگاہ میں آنے سے رک جاتے ہیں"۔

اسی طرح پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۵ میں ارشاد فرمایا!

"واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لو وارءُ سھم ورایتھم یصدون وھم مستکبرون"

"جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے لئے بخشش کی دعا فرمادیں، استغفار فرمادیں تو یہ منافق لوگ اپنے سروں کو انکار میں ہلانے لگ جاتے ہیں، اور اے محبوب! آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف آنے سے رک جاتے ہیں اور تکبر و غرور کا مظاہرہ کرتے ہیں"۔

درج بالا دونوں آیات بینات میں قرآن مجید نے قطعاً واضح کر دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے دوری اور آپ کی جانب عدم توجہی منافقین کا وطیرہ ہے۔

منافقین کی منافقت کا سب سے بڑا عنصر یہی تھا کہ وہ باقی احکام کی طرف، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیزوں کی طرف اور نماز کی طرف تو آتے تھے، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں توجہ کرنے سے کتراتے تھے۔

لہٰذا منکرین کو چاہئے کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے دوری اختیار نہ کریں، بلکہ جیسے اللہ تعالیٰ کا ذکر، انشاء اور ذکر کی نیت سے ہی نماز میں یا باہر کیا جاتا ہے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سلام، انشاء اور سلام کی نیت سے ہی کیا جائے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فتح الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور، جلد ۲، صفحہ ۳۱۴ پر فرماتے ہیں کہ اہل عرفان کی تحقیق یہ ہے کہ!

" ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن لھم بالدخول فی حریم الحی الذی لایموت فقرت اعینھم بالمناجاۃ فنبھوا علی ذلک بواسطۃ نبی الرحمۃ وبرکتہ متابعتہٖ فالتفتوا فاذا الحبیبفی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیہ قائلین السلام علیک ایھاالنبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔

"یعنی بے شک نمازیوں نے جب التحیات کے ذریعے باب ملکوت کو کھٹکھٹایا تو انہیں حی لا یموت کے حریم اقدس میں داخلے کی اجازت مل گئی پھر وہ اس بات پر مطلع ہوئے کہ یہ سب نوازشات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کی اتباع کی برکت کی وجہ سے ہیں، انہوں نے توجہ کی تو اچانک دیکھا کہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حبیب اکبر جل شانہٗ کی بارگاہ میں موجود ہیں چنانچہ نمازی فوراً السلام علیک ایھا النبی الخ کہتے ہوئے آپ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ، فتح الباری، جلد ۲، صفحہ ۳۱۵ پر فرماتے ہیں!

"قال الفاکھانی ینبغی للمصلی ان یستحضر فی ھذا لمحل جمیع الانبیاء والملا ئکتہ والمومنین، یعنی لیتوافق لفظہٗ مع قصدہٖ"۔

"یعنی علامہ فاکہانی نے فرمایا کہ نمازی کو چاہیے کہ وہ اس جگہ (یعنی تشہد میں سلام کے وقت) تمام انبیاء کرام علیہم

السلام اور ملائکہ کرام اور مومنین کو حاضر کرے یعنی تا کہ اس کی عبارت اس کے ارادے اور معنی کے مطابق ہو جائے"۔

سوال۔ آپ نے پیچھے "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کے بطور معراج کی حکایت کے سند طلب کی ہے، جب کہ علامہ بدرالدین محمود عینی حنفی علیہ الرحمہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

جواب۔ علامہ عینی حنفی علیہ الرحمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تشہد کی حالت میں کسی سلام کے بطور حکایت ہونے کا قول نہیں فرمایا۔

نمبر۲۔ علامہ عینی علیہ الرحمہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت، جلد ۶ ،صفحہ ۱۱۲، باب تشہد میں فرمایا!

"وقال الشیخ حافظ الدین النسفی ، یعنی السلام الذی سلم اللہ علیک لیلۃ المعراج" یعنی علامہ عینی نے "السلام علیک" میں جو الف لام ہے، اس کی بحث کرتے ہوئے کہ یہ الف، لام عہد ذہنی کا ہے یا خارجی یا عہد حضوری کا ہے، کے حوالہ سے ارشاد فرمایا کہ شیخ حافظ الدین نسفی نے فرمایا کہ نمازی یہ نیت کرے کہ یارسول اللہ میں آپ پر وہ سلام بھیجتا ہوں جو سلام آپ پر خود اللہ تعالیٰ نے شب معراج فرمایا تھا۔

تو اس بات میں حکایت کب ہے؟ اب بھی تو نمازی اللہ تعالیٰ والا وہ سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں انشاء کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ لہذا یہاں واقعہ معراج کی حکایت نہیں ہو رہی بلکہ باقاعدہ وہی سلام پھر دوبارہ پیش کیا جا رہا ہے۔

نتیجہ تحقیق

تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ!

۱۔ دوران نماز اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلالیں تو آپ کی طرف توجہ کرنا اور حاضر ہونا فرض ہے اور نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

۲۔ دوران نماز قعدہ کی حالت میں باقاعدہ آپ کی بارگاہ اقدس کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو کر سلام کا نذرانہ پیش کرنا واجب ہے۔

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کا طریقہ تھا کہ دوران نماز وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کامل اور بھرپور توجہ بھی فرماتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پوری تعظیم بھی بجالاتے تھے، لیکن کبھی اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی ارشاد میں بھی صحابہ کرام کو اس سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی اس تعظیم وتوقیر کے باعث کبھی صحابہ کرام کو مشرک قرار دیا اور نہ ہی ان کی نمازوں پر فساد کا حکم لگایا۔

معلوم ہوا کہ صراط مستقیم (مترجم) صفحہ ۱۶۹ کی مذکورہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی بدعت سیئہ ہے کیونکہ کتاب وسنت کے واضح احکام اور طریق صحابہ کرام سے واضح ٹکرا رہی ہے اور اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارک جو آپ کی بارگاہ کی طرف اپنی توجہ لگا دینے کو جو مولوی اسماعیل دہلوی نے گائے، بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر لکھا یہ اس کی بارگاہ نبوت میں بہت بڑی گستاخی دریدہ دہنی ہے۔

مفتی صاحب مذکور کی مغالطہ آفرینی

مفتی رشید احمد نے اپنے وعظ "رمضان ماہ محبت" کے صفحہ ۴۶ پر لکھا!

"بتائیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز ٹوٹنے لگی تھی یا نہیں؟ اس کے بجائے کوئی اور مخلوق ان کے سامنے آجاتی تو ان کا اس طرف خیال تک نہ جاتا نماز ٹوٹنا تو درکنار"۔

مفتی صاحب درج بالا عبارت میں یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نماز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونے سے ٹوٹنے لگی تھی۔

ہم بحث اول میں کتاب وسنت سے قطعاً واضح کر آئے ہیں کہ نماز کے وہ مقامات جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

ذکر مبارک آجائے یا وہ مقام جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض ہے، ان مقامات نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس کی طرف متوجہ ہونے سے نماز مکمل و اکمل ہوگی نہ کہ نماز ٹوٹ جائے گی۔

مفتی رشید احمد دیوبندی اس مقام پر جس حدیث کا حوالہ دے رہے ہیں وہ خود اس امر کی دلیل ہے کہ توجہ کر دینے سے نماز نہیں ٹوٹی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی حجرہ مقدسہ کا پردہ اٹھایا، تو مفتی صاحب خود لکھتے ہیں!

"صحابہ کی حالت ایسی ہوگئی کہ جو بیان سے باہر ہے، سب لوگ بے خود ہوگئے قریب تھا کہ نماز توڑ دیتے، یہ تھے سچے محبّ اور پکے عاشق، محبوب پر نظر پڑتے ہی حال سے بے حال ہوگئے اور نماز جیسے اہم فریضہ سے بھی توجہ ہٹ گئی"۔ (رمضان ماہ محبت، ص ۴۶)

درج بالا الفاظ سے صاف واضح ہے کہ دوران نماز حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی کامل توجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کر دی تھی۔

نہ جانے یہ لوگ بھولے بھالے مسلمانوں کو کیوں مغالطہ دیتے ہیں اور کیوں دھوکہ دیتے ہیں، حدیث میں کہاں ہے کہ نماز ٹوٹنے لگی تھی؟۔ حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ قریب تھا کہ صحابہ کرام فرط محبت میں نماز کو خود توڑ دیتے یا نماز کو روک دیتے یا نماز چھوڑ دیتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ گرا دیا صحابہ نے نماز مکمل کی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرنے سے نماز ٹوٹی نہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ نے یا اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ اے صحابہ! اس توجہ کرنے سے تمہاری نماز ٹوٹ گئی، لہذا تم توبہ کرو اور نماز بھی دوبارہ پڑھو، ہرگز ایسا نہیں فرمایا، تو پتہ چلا کہ توجہ کرنے سے نماز ہرگز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرنے سے کوئی مسلمان شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے، نہ ہی صحابہ کرام کی نماز ٹوٹنے لگی تھی۔

بخاری و مسلم کی کثیر متفق علیہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کئی مواقع پر دوران نماز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مکمل توجہ بھی کی تھی اور دوران نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بھی بجالائے تھے، اگر توجہ کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی تو ان مواقع پر فرما دیا جاتا کہ اس طرح نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر ایسا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

اگر توجہ کرنے سے نماز ٹوٹتی تو پھر صحابہ کرام کی نماز ٹوٹ کیوں نہ گئی؟، جب کہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ!

" ینظر الینا وھو قائم کان وجھه ورقة مصحف ثم تبسم یضحک"

(صحیح بخاری، جلد اول، ص ۹۳)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اٹھایا تو ہم سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب متوجہ ہوگئے، ہم نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں اور ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، آپ کا چہرہ اقدس کھلے قرآن کی مانند نظر آرہا ہے اور آپ کھل کر مسکرا رہے ہیں۔

دوران نماز صحابہ کرام کی توجہ کامل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ ہو اس وقت تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کی کیفیت اور آپ کی مسکراہٹ مبارک کی کیفیت دیکھی نہیں جاسکتی۔

اگلی سطر میں یہ الفاظ ہیں!

"فنکس ابوبکر علیٰ عقبیه لیصل الصف وظن ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خارج الی الصلوٰۃ"

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب ہوگئی اور وہ ایڑیوں کے بل واپس ہٹنے لگ گئے تاکہ پیچھے صف میں شامل ہو جائیں، انہوں نے سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔

اب یہاں دیکھیں کہ دوران نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہوئی ہے،

اور دوران نماز ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بجالاتے ہوئے مصلیٰ امامت چھوڑ کر پچھلی صف میں آرہے ہیں، پھر آگے الفاظ ہیں!

"فاشار الینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اتموا صلاتکم"

(بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۹۴)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرلو۔

اگر صحابہ کرام دوران نماز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب متوجہ ہوکر نہیں دیکھ رہے تھے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کیسے دیکھ لیا تھا؟ اور اس اشارہ کا مطلب ومفہوم کیسے سمجھ گئے تھے؟۔

افسوس! مفتی صاحب اپنے مقتدا و پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کا دفاع کرنے کیلئے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اگر توجہ کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں نہیں فرمایا کہ اے صحابہ! تم نے دوران نماز توجہ میری جانب کی اور میرا دیدار کرتے رہے، لہذا تمہاری نماز تو ٹوٹ گئی، لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھل کر تبسم فرمایا اور فرمایا نماز مکمل کرلو۔

اب یہاں کسی مفتی رشید احمد اور اسماعیل دہلوی کا فتویٰ نہیں مانا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تسلیم کیا جائے گا۔

مفتی رشید احمد نے یہ بھی لکھا کہ!" یہ تھے سچے محب اور عاشق، محبوب پر نظر پڑتے ہی حال سے بے حال ہوگئے اور نماز جیسے اہم فریضہ سے بھی توجہ ہٹ گئی"۔ (رمضان ماہ محبت، ص ۴۶)

مفتی رشید احمد کی عبارت کے مطابق صحابہ کرام دوران نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب متوجہ ہوکر حال سے بے حال ہوجائیں اور نماز جیسے اہم فریضہ سے بھی توجہ ہٹالیں تو محب اور عاشق رسول قرار پائیں، لیکن اس بالکل برعکس مولوی اسماعیل دہلوی دوران نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرلینے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر لکھیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرز عمل اور مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ ایک دوسرے کے بالکل متضاد ہیں اور ہر شخص کو ان دونوں باتوں میں واضح فرق نظر آرہا ہے۔

مفتی صاحب پھر یہ بھی لکھیں کہ!" ان بدعتیوں کو تو عشق کی ہوا بھی نہیں لگی، شاہ شہید کا مسئلہ بدعتیوں کے لئے نہیں عشاق کے لئے ہے"۔ (رمضان ماہ محبت، ص ۴۶)

افسوس! مولوی اسماعیل دہلوی کے عشق میں ان کی عقلیں اتنی مغلوب ہوگئی ہیں کہ جو مسلمان صحابہ کرام کے عقیدہ وعمل سے نور حاصل کرے وہ تو بدعتی قرار پائے اور جو صحابہ کرام کے عقیدہ وعمل کی دھجیاں اڑائے وہ سچے عاشق ومحبین کا قافلہ سالار قرار پائے۔

خرد نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد — جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

محمد شوکت علی سیالوی

۲؍رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ